65649 ـ فضائل اعمال حقوق العباد كا كفارہ نہیں بنتے

سوال

میں نے سنا ہے كہ رسول كريم صلى اللہ علیہ وسلم نے فرمايا ہے:
" جس نے رمضان المبارك كے روزے ايمان اور اجروثواب كى نيت سے ركھے اس كے پہلےسارے گناہ معاف كر ديے جاتے ہيں"
كيا اس ميں مسلمان شخص كے وہ گناہ بھى شامل ہيں جو اس نے اپنے مسلمان بھائى كے حقوق كو جان بوجھ كر غصب كيا ہے، اور اب اس پر بہت زيادہ نادم ہے، ليكن وہ ان كے سامنے ان كا اعتراف كرنے كى استطاعت نہيں ركھتا، كيونكہ اس سے بہت سارى مشكلات پيدا ہونگى ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ :

گناہوں كو ختم اور ان كا كفارہ بننے والى اشياء تو بہت سارى ہيں: جن ميں توبہ و استغفار ، اور اطاعت و فرمانبردارى، اور حد والے گناہ كا مرتكب ہونے والے پر حد كا قائم كرنا، وغيرہ ذالك.

اور فضائل اعمال مثلا نماز، روزہ، حج وغيرہ جمہور علماء كرام كے ہاں يہ اعمال تو صرف صغيرہ گناہوں كا كفارہ بنتے ہيں، اور اللہ تعالى كے حقوق اللہ كا كفارہ بنتے ہيں.

اور حقوق العباد كے متعلقہ معاصى اور حقوق كے بارہ ميں گزارش يہ ہے كہ: يہ توبہ كے بغير معاف نہيں ہوتے، اور اس سے توبہ كى شروط ميں حقوق كا حقداروں كو واپس كرنا شامل ہے.

امام مسلم رحمہ اللہ تعالى نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضى اللہ تعالى عنہم سے روايت كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" شہيد كو قرض كے علاوہ باقى سب گناہ معاف كر ديے جاتے ہيں"

صحيح مسلم حديث نمبر (1886).

شرح مسلم میں امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: " قرض کے علاوہ "

اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ آدمیوں کے سارے حقوق کو شہادت اور جہاد اور دوسرے فضیلت والے اعمال معاف نہیں کرواتے اور ان کا کفارہ نہیں بنتے، بلکہ حقوق اللہ کا کفارہ بنتے ہیں. انتہی

اور ابن مفلح " الفروع " میں کہتے ہیں:

اور شہادت قرض کے علاوہ گناہ معاف کرواتی ہے، ہمارے شیخ کہتے ہیں (یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی) اور قرض کے علاوہ بندوں کے دوسرے حقوق مثلا قتل اور ظلم وغیرہ بھی. انتہی

دیکھیں: الفروع (6 / 193).

اور الموسوعة الفقهية میں ہے:

" توبہ ندامت کے معنی میں ہے کہ جو کچھ ہو چکا اس پر ندامت اور آئندہ ایسا فعل نہ کرنے کے عزم کا نام توبہ ہے، اور یہ حقوق العباد کو ساقط کرنے کے لیے کافی نہیں، لھذا جس شخص نے کسی کا مال چوری کیا، یا مال غصب کیا، یا کسی اور طریقہ سے اس کے ساتھ ظلم اور زیادتی کی تو صرف ندامت اور اس فعل کو چھوڑ دینے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کرنے سے ہی اس گناہ سے چھٹکارا حاصل نہیں ہوگا، بلکہ ان مظلوموں کے حقوق واپس کرنا ضروری ہیں، اور فقہاء کے ہاں یہی اصل اور متفق علیہ مسئلہ ہے" انتہی.

یہ تو ان حقوق کے متعلق تھا جو مادی ہیں، مثلا غصب کردہ مال، یا حیلہ وغیرہ کر کے حاصل کردہ، لیکن معنوی حقوق مثلا بہتان، غیبت، وغیرہ ہوں تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اگر مظلوم کو اس ظلم کا علم ہو چکا ہو تو مظلوم سے معذرت اور معافی ضرور مانگنا ہو گی، اور اگر مظلوم کے علم میں یہ ظلم نہ آیا ہو تو اسے بتانا نہیں چاہیے بلکہ اس کے لیے اس کے لیے استغفار کرے، کیونکہ اسے بتانا نفرت کا سبب اور باعث بنے گا اور ان دونوں کے مابین عداوت و دشمنی اور بغض پیدا ہو گا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" صحیح حدیث میں ہے کہ:

" جس کسی کے پاس بھی اپنے کسی بھائی کا خون میں یا مال میں عزت میں حق ہے تو وہ اس حق سے وہ دن آنے سے قبل ہی بری ہو جائے اور اسے ادا کردے، جس دن میں نہ کوئی درہم ہو گا اور نہ دینار، صرف نیکیاں اور برائیاں ہونگی، اگر اس کے پاس نیکیاں ہونگی تو صحیح وگرنہ صاحب حق کی برائیاں لے کر ظالم پر ڈال دی جائیں گی اور پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا" او کما قال.

اور یہ تو اس کے متعلق ہے جس کا مظلوم کو علم ہو چکا ہو، لیکن اگر اس نے کسی کی غیبت کی ہو، یا اس پر بہتان لگایا ہو اور مظلوم کو اس کا علم نہ ہو تو اس سے توبہ کی شرط میں ایك قول یہ ہے کہ اس کے علم میں لایا جائے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: یہ شرط نہیں.

یہ اکثر کا قول ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ تعالی سے دو روایتیں ہیں، لیکن اس کا قول اس طرح کے مسئلہ میں یہ ہے کہ اس مظلوم کے ساتھ نیکی کرے مثلا اس کے لیے دعا اور استغفار اور اعمال صالحہ صدقہ کرکے اس کا ثواب اسے ہدیہ کرے، جو اس کی غیبت اور بہتان کے قائم مقام ہونگے.

حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لیے آپ استغفار کی دعا کریں. انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (18 / 189).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام نے ایسے شخص کے بارہ میں کہا ہے جس نے کسی بندے کا مال چور کیا ہو:

اگر تو اسے اس آدمی کا علم ہو یا پھر وہ اسے جاننے والے شخص کو جانتا ہو، تو اس شخص پر متعین ہے کہ وہ اسے نقدی یا چاندی یا اس کے برابر قیمت یا جس پر اس کے ساتھ اتفاق ہو جائے اسے ادا کرے.

اور اگر وہ اس شخص کو نہیں جانتا، اور اسے کے حصول سے بھی ناامید ہو چکا ہے تو پھر اس کی جانب سے وہ نقدی وغیرہ یا چاندی صدقہ کردے، اور اگر اسے صدقہ کرنے کے بعد مالك کا علم ہو جائے تو اسے صدقہ کرنے کی خبر دے، اگر تو وہ اس کی اجازت دے تو ٹھیك، لیکن اگر وہ اس کے تصرف میں اعتراض کرتا ہوا اپنی رقم اور حق کا مطالبہ کرے تو وہ اسے واپس کرنے کا ضامن ہے، اور کیا ہوا صدقہ اس کی اپنی جانب سے ہو گا، اور اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالی سے استغفار اور توبہ کرے، اور مالك کے لیے دعا کرے"

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (4 / 165).

واللہ اعلم .